۲۲/۴ ۱۷۲

اِشاعۃُ السُّنّۃِ النّبویّۃِ

عَلیٰ صَاحِبِهَا الصَّلوٰۃُ وَالتَّحِیَّۃ

نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ معہ جلد ۹

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

قیمت رسالہ و ضمیمہ

یہ رسالہ عموماً عـ۵ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے خاص روساء اہل اسلام بنظر اعانت للہ عـ۱۰ عنایت فرماتے ہیں بعض اشخاص سے جنکی آمدنی چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں سے عـ۳ روپیہ لیے جاتے ہیں۔ جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہیں تین روپیہ جو دس روپیہ ماہوار کی بھی آمدنی نہیں رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے ہیں اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہیں ان کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے اس کی عام قیمت [illegible] روپیہ ہے [illegible] اور ان کا اجر اللہ [illegible] دعا خیر

الراقم

ابو سعید محمد حسین۔ مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ لاہور۔

ضرور ملاحظہ فرماؤ ورنہ پچھتاؤ گے

ہماری ضروری التماسات و قومی ضروریات کیطرف قوم کی توجہ کم ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ التماسات قوم کے ملاحظہ میں نہیں گذرتیں خصوصاً ان حضرات کے جو صوفی کہلاتے ہیں اور باوجودیکہ خود دنیاوی تعلقات (ملازمت وغیرہ) میں ازسرتاپا مستغرق ہیں قومی ضروریات کو دنیا سمجھتے ہیں

ہاں ان طالبان دنیا کی جو شب و روز تحصیل زر میں مصروف ہیں بعض اتنا نہیں جانتے کہ قوم کیا بلا ہے اور کس بلا میں مبتلا۔ وہ حضرات اور نہیں تو مضامین اشاعۃ السنہ کی فہرست ہی ملاحظہ فرمایا کریں شاید کسی مضمون کو وہ لائق ملاحظہ سمجھکر اسکیطرف مرجعت کریں جیساکہ اس نمبر امین مضمون "خشک شکریہ" ہے یا نمبر ۷ جلد ۹ میں مضمون "التماس تمہید" ہے اتنا ہی انسے کچھ نہ ہوسکیگا تو وہ ایک دن اپنے قومی وکیل اشاعۃ السنۃ کو ماتم سے کچھ نہیں [illegible]

فہرست مضامین نمبر ۱۰

(۱) خشک شکریہ پر شکوہ (لائق توجہ اہلحدیث خصوصاً)
(۲) بقیہ اقتصاد فی مسائل
(۳) اپریل فول اور اہلحدیث (لائق توجہ اہلحدیث خصوصاً مبارزان میدان مناظرہ مقلدین)
(۴) اشتہار جہاد ترکی با افغان اور مسلمانان ہندوستان - (لائق توجہ گورنمنٹ اڈیٹرز)
(۵) اکثر مذہبی القاب کا نیا مرقع (لائق ملاحظہ طاعنین گروہ اہلحدیث)
(۶) بعض ہمعصروں پر افسوس اور ان کو برادرانہ نصیحت
(۷) تحقیق مسئلہ [illegible] در علم الٰہی عقلی -

اطلاع

خاکسار مہتمم بقیہ ایام ماہ جولائی اپنے وطن قدیم بٹالہ میں بسر کریگا اور اوائل اگست میں شملہ پہنچیگا لہذا اخیر جولائی تک خط و کتابت و ارسال زر بنام خاکسار بہ نشان بٹالہ ضلع گورداسپور ہونا چاہیے یکم اگست سے تا اطلاع ثانی بہ نشان شملہ اوپر کا بازار

ابو سعید محمد حسین

[illegible] ضرور [illegible]

مفید عام پریس لاہور میں چھپا

خشک شکریہ پر شکریہ

اور

حقیقی شکریہ کی تعلیم و مشورہ

اشاعۃ السنۃ کی اس قومی خدمت پر کہ اسنے اپنی قوم سے گویا ایک داغ غلامی کو اٹھایا اور ایک دل آزار و عیب دار لفظ "وہابی" کی استعمال کو گورنمنٹ سے بند کرایا اور بجای اس نازیبا لقب کے انکو گورنمنٹ اور پبلک کیطرف سے اہلحدیث کا خطاب دلوایا ہے ہندوستان و پنجاب کے اطراف واکناف سے بہت ایڈریس (کاغذات متضمن شکریہ) دفتر اشاعۃ السنۃ مین موصول ہوے ہین۔

ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ بجای اسکی کہ ان قدرشناس اعیان قوم کی اس قدرشناسی کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرے سب حضرات کا یکجا شکریہ ادا کرتا ہے اور انکی اس احسان کا معترف ہی۔ کہ انہون نے اشاعۃ السنۃ کی ناچیز خدمت کی قدر کی اور بارسال کاغذات شکریہ اسکو عزت بخشی۔

مگر ساتھ ہی [illegible]

ہو یا لفظی ایک رسمی شکریہ ہی حقیقی اور سچا شکریہ جسکی شریعت اسلامیہ مین ہدایت ہی وہ ہے جو مطابق ضرورت وقت اور بحسب حیثیت و استطاعت ادا کیا جائے۔

مثلاً اگر ایک شخص نے دوسرے پر مالی احسان کیا ہو۔ تو وہ بھی اسکے شکریہ مین اسپر مالی احسان کرے۔ اگر یہہ مالی احسان کو پسند کرے یا اسکی ضرورت رکھتا ہو۔ اور اگر یہہ اُس کے کام مین وقت صرف کر چکا ہو۔ تو وہ بھی اسکے کام مین وقت صرف کرے اگر یہ اسکا طالب یا محتاج ہو۔ اسکو صرف مال یا وقت کی جو ہش یا حاجت نہو یا اسکو اسکی طاقت نہو۔ تب اسکا لفظی شکریہ (مرحبا جزاک اللہ) بامحل ہے۔

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی۔ جو شخص تمپر احسان کرے اوسپر تم بھی ویسا ہی احسان کرو تمکو ویسے احسان کی طاقت نہو تب اسکے حق مین اسقدر دعا کرو جو تمہارے علم مین اس احسان کی برابر ہو جو اوس نے تم پر کیا ہی۔

> عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم من صنع الیکم معروفا فکافئوہ فان لم تجدوا ما تکافئوہ فادعوا لہ حتی تروا ان قد کافاتموہ رواہ احمد (مشکوۃ صفحہ ۱۶۳) کافئوہ احسنوا الیہ مثل ما احسن الیکم (مرقات)

اس ارشاد فیض بنیاد آنحضرت کے مطابق اشاعۃ السنۃ کی قومی خدمات کا شکریہ واجب تھا تو یہہ تھا کہ اہل وسعت اعیانِ قوم اشاعۃ السنۃ کے قومی کامون مین ہر طرح

تن من دھن سے مدد کرتے جیسا کہ وہ تن من دھن سے قومی خدمات مین مصروف ہے۔ نہ یہ کہ دور سے بیٹھے بیٹھے صرف "مرحبا جزاک اللہ" کہنے پر اکتفا کر بیٹھے۔

173

اس التماس سے یہ مطلب ہرگز نہین کہ وہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو کچھ دین۔ اور اسکی ذاتی ضرورتونکو پورا کرین۔ بلکہ مطلب اسکا صرف یہہ ہے کہ وہ اسکی قومی ضرورتون مین اسسے ہمدردی کرین۔ اور جس قومی کام مین صرف زر یا وقت بکار ہے اسمین زر اور وقت سے اسکی معاونت کرین۔

جس کامیابی پر وہ حضرات خوشیان مناتے اور مبارکبادیان سناتے ہین وہ تو انکی قومی ترقی کی پہلی منزل ہے اور ہنوز بہت سی منازل انکو طی کرنے باقی ہین جو صرف ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کی ذاتی طاقت سے (قلمی ہو خواہ قدمی یا درمی) طی نہین ہو سکتے وہ لوگ اپنی قوم کی سچی ترقی خواہ اور ترقی خواہان قوم کے دل سے ہمدرد ہین۔ تو ان منازل کے طی کرنے مین اشاعۃ السنۃ کو تن من دھن سے مدد دین۔

ان منازل و وسائل ترقی قومی سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اشاعۃ السنۃ کے وہ مضامین جنکا ترجمہ گورنمنٹ کو لانا ہے۔ انگریزی زبان مین چھپین اور گورنمنٹ [illegible] بھی خواہان قوم کی ہو چکی ہے۔ اس التماس کیطرف کم سے کم ایک صاحب نے بھی (فرستندگان ایڈریس ہین خواہ حضرات دیگر) توجہ نہین فرمائی اور اپنی اس موافق یا مخالف اس التماس کی نسبت ظاہر نہین کی۔ اس عدم توجہی و بے اعتنائی کے ساتھہ بعض حضرات کا خشک شکریہ (لفظی یا کاغذی) کیا کار آمد ہے۔ اور ہمین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ یا قوم کا کیا

٭ از انجملہ ایک یہہ بھی ہے کہ حکم ممانعت استعمال لفظ "وہابی" کے شکریہ مین جیسے آنریبل سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب کی حضور مین اہل حدیث کا ایڈریس بوساطت ڈیپوٹیشن پیش ہوا تہا ویسے ہی ہز ایکسلنسی لارڈ ڈفرن وایسرای و گورنر جنرل ہند کی حضور مین انکا ایڈریس بذریعہ ڈیپوٹیشن پیش ہو کیونکہ ڈاک کے ذریعہ سے ارسال میموریل متضمن شکریہ مین قوم اہل حدیث کا وہ اعزاز مقصود نہین ہے جو مختلف صوبجات ہندوستان (بنگال۔ پنجاب۔ ممالک مغرب و شمال۔ مدراس۔ بمبئی۔ اور ممالک متوسط) کے اعیان اہلحدیث کا ڈیپوٹیشن پیش ہونے مین اس قوم کا اعزاز مقصود ہے اسی خیال سے اب تک وایسرای کے حضور مین میموریل روانہ نہین ہوا اور نہ اوسکا مسودہ دستخطون کیلیے ناظرین کی خدمت مین پہنچا ہے۔ اس ڈیپوٹیشن کا سلسلہ بالا ہور مین (جب وایسرای شملہ سے رونق افروز لاہور ہون) اجتماع اور ایڈریس کی تیاری بہی صرف زر پر موقوف ہے۔ اور اس خرچ کیلیے صرف ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کا جیب کافی نہین لہذا ترقی خواہان قوم اپنی قوم کا اعزاز چاہتے ہین تو اس ڈیپوٹیشن کی فراہمی اور ایڈریس کی تیاری مین بہی اپنے قومی وکیل کو مدد دین اور اس باب مین اس سے جلد خط و کتابت کرین کیونکہ وہ بعد صیام سفر شملہ کا عزم رکہتا ہے جس پر اوس ضرورت کے علاوہ بہی بعض قومی ضرورتین باعث ہین خاکسار کی رای ناقص مین تیاری ڈیپوٹیشن و ایڈریس کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ ہر صوبہ کے ارکان ڈیپوٹیشن (صاحب وسعت ہون تو) اپنا اپنا خرچ کرین دوسری یہ کہ ان ارکان کیلیے ہر ایک صوبہ مین چندہ جمع ہو اور وہ چندہ انکے مصارف سفر مین صرف ہو۔

حضرات سنی خواہان قوم آپ کو اس تنبیہ سے غفلت کو گوش ہوش سے نکالیں اور اپنے خادم وکیل اشاعۃ السنۃ کو قدیمی کاموں میں اس قسم کی امداد دیں جس سے وہ لائق ہوں
اس یاددہانی پر بھی ان حضرات کا یہی حال رہا۔ تو آئندہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ ایسے کاموں میں جو صرف زر کے محتاج ہیں وکالت سے دستبردار
ہوگا اور سپر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیگا۔ کیونکہ قومی کام صرف ایک شخص کی زر یا زور سے انجام کو نہیں پہنچتے جمہوری کام جمہوری کی مدد سے انجام ہوتے ہیں
ہاں ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ جو **قلمی** محنت سعادت قومی ہو سکیگی کریگا۔ اور تجاویز مفید ترقی قومی اشاعۃ السنۃ میں درج کرتا رہیگا۔ ان تجاویز میں گورنمنٹ
کی مدد حاصل کرنا یا ان تجاویز سے جو لائق عمل ہوں عمل میں لانا قوم کے اختیار میں ہے۔ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اب بہت ضعیف ہو گیا یا نہیں جاتا وہ اس جہد میں ہمت ہار بیٹھا ہے
قلمی معاونت بھی اسی صورت میں جاری رہیگی کہ اشاعۃ السنۃ کا وجود اور معقول چندہ قوم اور عام خریداران ادا کرتے رہینگے۔ اور بلا تقاضا چندہ بھیجیں
تقاضا پر ہی زر چندہ سالانہ کو بھیجا کریں اب بھی ایسی لاپروائی ہے جیسا کہ اکثر حضرات کی جنکو مواضع سکونت کے نام حاشیہ میں درج ہیں

امرتسر۔ لاہور۔ آرہ۔ اورنگ آباد۔ بونگہ حیات۔ بمبئی۔ پٹیالہ
پانی پت۔ پھگواڑہ۔ جونپور۔ حاجی پور۔ حیدرآباد۔ دہلی۔ ڈھاکہ
رنگون۔ روپڑ۔ رکھانوالہ۔ سیوان۔ سیالکوٹ۔ سیہورہ۔ علیگڈھ
بٹالہ۔ قصور۔ قادیان۔ [illegible]
کیڑی کرنال۔ کوئٹہ۔ لودیانہ۔ ملتان۔ منٹگمری۔ مدراس
ہری ہر۔ ہانسی۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہیڈ و دیگر خطوط تقاضا پر بھی سکوت محض اختیار کر رکھا ہے۔ زر چندہ سالانہ
کیا ہے نہ جواب خطوط دیا ہے اور جنہوں نے کچھ جواب دیا اس نے ایفاء وعدہ نہیں کیا تو ایک نہ
ایک دن وہ قلمی معاونت بھی موقوف و مسدود ہوگی رسالہ اشاعۃ السنۃ بند ہوگا اور
[illegible] اہلحدیث
کو پورا ادبار نصیب ہوگا۔ اشاعۃ السنۃ جیسا ثابت قدم وفادار وکیل جسکی
وکالت قومی ثابت قدمی اور وفاداری گورنمنٹ کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ و لہذا

اوسکی معروضات بحق اہلحدیث گورنمنٹ میں عزت و اعتبار سے سنے جاتے ہیں۔ اس گروہ کو نصیب نہ ہوگا پھر اس قوم کو بجز افسوس ندامت کے چارہ نہ ہوگا
معروضات اشاعۃ السنۃ کیطرف جیسے گورنمنٹ کی توجہ ہے۔ ناظرین اشاعۃ السنۃ کو معلوم ہے اسکی **قومی وکالت** و دیانت اور وفاداری
کا گورنمنٹ کے نزدیک مسلم ہونا۔ سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر کے اس سارٹیفکٹ سے جو حضور ممدوح عہدہ گورنری
سے رخصت ہونے کے وقت خاکسار کو عطا فرما گئے ہیں ثابت ہے ذیل میں ہم اس سارٹیفکٹ کا ترجمہ اس غرض سے درج کرتے ہیں کہ اسکو پڑھکر ہمارے
بہت ہمدرد حمیت اشخاص قوم کو حمیت پیدا ہو اور انکو وکالت اشاعۃ السنۃ کی قدر معلوم ہو اور اسکے بند ہو جانیکا ضرر و نقصان خیال میں آوے

وہ ترجمہ یہ ہے ابو سعید محمد حسین فرقہ اہلحدیث کے ایک سرگرم مولوی اور اس فرقہ اسلام کے وفادار اور ثابت
قدم وکیل ہیں۔ انکی علمی کوششیں (اپنے تصانیف) لیاقت سے ممتاز ہیں وہ نیز ملکہ معظمہ کی وفادار رعایا میں سے ہیں۔

لاہور ۳۱ مارچ ۱۸۸۷ء — دستخط سی۔ یو۔ ایچیسن۔ لفٹنٹ گورنر پنجاب وغیرہ

غزاهم فجاء رجل على فرس او برذون وهو يقول الله اكبر الله اكبر وفاء لا غدر فنظروا فاذا عمرو بن عبسة فارسل اليه معاوية فسأله فقال سمعت رسول الله يقول من كان بينه وبين قوم عهد فلا يشد عقدة ولا يحلها حتى ينقضي امدها او ينبذ اليهم على سواء فرجع معاوية رواه ابوداؤد صـ۲۳ ج۲ والترمذی صـ۲۰۴ ج۱

وفا چاہئے نہ کہ غدر - امیر معاویہ نے دیکھا تو وہ عمرو عبسہ صحابی تھا امیر معاویہ نے ان کے آنے کا سبب پوچھا تو انہون نے فرمایا کہ مینے آنحضرت صلعم سے سُنا ہے کہ جبکا کسی قوم سے عہد ہو وہ اسکو فسخ نکرے جب تک مدت گذر نہ جائے یا برابر برابر فسخ عہد سے اسکو اطلاع دیجائے - یہ سنکر امیر معاویہ اس حملہ سے باز آئے اور وہان سے [چلے] گئے +

مسئلہ چہارم و پنجم کے نتائج مسئلہ ششم و ہفتم کے نتائج کے ساتھ بیان ہون گے +

چھٹا و ساتوان مسئلہ

(۶) کافر (ظالم اور مذہب مسلمانون مین مزاحم لایق جہاد ہی کیون نہون) جب مسلمانون کے شہرون اور ملک پر تغلب سے تسلط پالیتے ہین تو ان شہرون کے مالک و متصرف ہوجاتے ہین +

(۷) جب کسی کافر کے ملک یا شہر مین کوئی مسلمان امن جتا کر رہے تو وہ اسی عہد والے کی مانند ہوجاتا ہے جسنے صریح عہد دیا ہو - اسکو اس کافر سے غدر

کرنا اور اس کے جان و مال سے تعرض کرنا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ صریح عہد والون کی جان و مال سے تعرض حرام ہے +

غلبہ سے کافر کے مالک ہو جانے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے کافرون کے اُن تصرفات کو جو انہون نے آپ کے اموال پر متسلط ہو کر کئے نافذ فرمایا۔ اور خود تسلط پا کر ان کو بےمحل و بے اعتبار نہین ٹھہرایا۔ صحیح بخاری مین حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم سے اسامہ نے حج کے ایام مین پوچھا یا رسول اللہ آپ کہین اپنے کس گہر مین اُتریں گے آپ نے جواب مین فرمایا عقیل نے ہمارا کوئی گہر چھوڑا ہے؟ (یعنی سبھی گہرون پر تصرف کر لیا ہے) +

عن اسامة بن زيد انه قال يا رسول الله اين تنزل فى دارك بمكة فقال هل ترك لنا عقيل من رباع او دور وكان عقيل ورث ابا طالب هو وطالب ولم يرثه جعفر ولا على شيئا لانهما كانا مسلمين وكان عقيل وطالب كافرين (بخاری صفحہ ۲۶۱)

اس ملک و تصرف عقیل کی ایک وجہ تو اسی حدیث مین بیان ہوئی ہے کہ ابوطالب کے وارث عقیل اور طالب ہی ہوئی تھی نہ حضرت علی و جعفر کیونکہ وفات ابوطالب کے وقت عقیل و طالب کافر تھے۔ اور حضرت جعفر اور حضرت علی مسلمان ہو چکے تھے۔ مگر یہ وجہ بجز ملک و تصرف مکانات ابوطالب کے اور مکانات کے (جن مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان بھی

175

شامل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مین عقیل انکا وارث
نہین ہوسکتا تھا) ملک وتصرف کی دلیل نہین ہوسکتی ۔
لہذا یہ وجہ ملک وتصرف (جو اس حدیث مین بیان ہوئی ہے) ابو طالب کی مکانات
کے مالک ہوجانے سے مخصوص رہے گی اور آنحضرت کے مکان کے مالک و متصرف
ہوجانے کی وجہ وہی کہنی پڑیگی جو ہم نے بیان کی ہے کہ عقیل کا غلبہ وتسلط
اس مکان پر ہوگیا تھا جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نافذ فرمایا قسطلانی

قیل ان ہذہ الدار کانت لہاشم بن
عبد مناف ثم صارت لابنہ عبد المطلب
فقسمہا بین ولدہ ممن ثم صار للنبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ابیہ
عبد اللہ وفیہا ولد النبی صلعم قالہ
الفاکہی ۔ وظاہر قولہ وہل ترک لنا
عقیل من رباع انہا کانت ملکہ و
اضافہا الی نفسہ فیحتمل ان عقیلا
تصرف فیہا کما فعل ابو سفیان
بدور المہاجرین ویحتمل غیر ذلک
وقال الداودی × × × ×

نے اس حدیث کی شرح مین فرمایا ہے
یہ گہر (جسکا حدیث مین ذکر ہے) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد ہاشم کی تھی
پھر انکے بیٹے عبد المطلب کی ہوئی آپنے اپنی
اولاد مین تقسیم کردیئے پھر اپنے باپ
عبد اللہ کا حق آنحضرت کو ملا اسی مکان
مین آنحضرت صلعم تولد ہوئے تھے چنانچہ
فاکہی نے بیان کیا ہے آنحضرت کا یہ کہنا
کہ عقیل نے ہمارا کوئی گہر نہین چھوڑا اس
سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس گہر
کے مالک تھے اور اپنی ذات شریف

وغیرہ کان کل من ہاجر من المومنین باع قریبہ الکافر دارہ فامضی النبی صلے اللہ علیہ وسلم تصرفات الجاہلیۃ تالیفاً لقلوب من اسلم منہم۔ (قسطلانی صـ۱۷۵ جلد ۳)

کیطرف اس گھر کو آپ نے منسوب فرمایا ہے۔ پس عقیل کے مالک ہو جانے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عقیل نے اس گھر مین تصرف کر لیا ہو جیسا کہ ابوسفیان نے اور مہاجرین کے گھرون پر تصرف کیا تھا اور شاید اسکی وجہ کوئی اور بھی ہو۔

راقم کہتا ہے یہہ تردد قسطلانی کا ہمارے مدعا کو ضرر نہین پہنچاتا۔ ہمارا مدعا یہہ ہے کہ عقیل کے ملک مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم [illegible] ساتھ اور بھی وجہ ہو تو مضایقہ نہین۔ پھر قسطلانی نے کہا ہے کہ داؤدی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ ہر ایک مہاجر کا مکان اسکے قرابتی نے بیچ دیا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے تصرفات زمانہ جاہلیت کو تالیف قلوب نومسلمون کے لئے نافذ فرمایا (یعنے اپنا دخل و تصرف پاکر بھی انکو فسخ نہین کیا) وہ تصرفات ناجایز ہوتے تو ضرور آپ مکہ پر متسلط ہو کر جسکا مکان کسی نے دبا کر فروخت کر دیا تھا وہ اسی کو دلواتے اور ظالم کے تصرف کو اُٹھاتے۔

اس مسئلہ "تغلب کفار سے ثبوت ملک" مین مجتہدین کا اختلاف ہے۔ شافعی اور ایک جماعت قایل ہین کہ کفار صرف غلبہ سے مسلمانون کے اموال کے

176

وقد اختلف اهل العلم فی ذلك فقال الشافعي وجماعة لايملك اهل الحرب بالغلبة شيئا من المسلمين و لصاحبه اخذه قبل القسمة وبعدها وعن علي والزهري وعمرو بن دينار والحسن لايرد اصلاً ويختص به اهل المغنم وقال عمرو بن سلمان بن ربيعة وعطاء والليث ومالك واحمد و آخرون وهي رواية عن الحسن ايضاً وقال ابن ابي [illegible] الفقهاء السبعة ان وجده صاحبه قبل القسمة فهو احق به وان وجده بعد القسمة فلا ياخذه الا بالقيمة (نيل الاوطار ط ۱۹۱ ج ۷)

مالک نہین ہوتے لہذا جو مال مسلمانون کا کافرون کے ہاتھ مین چلا جائے وہ مسلمانون کے فتحیاب ہونے پر انہی مسلمانون کو ملے گا جن کا مال تھا حضرت علی و زہری و عمرو بن دینار و حسن بصری کہتے ہین کہ وہ کافرون کا مال ہو چکا تھا مسلمانون کے ہاتھ آئے گا تو ان سب کا ہو گا جنہون نے کافرون کو لوٹا - عمرو بن سلمان ابن ربیعہ عطا [illegible] وامام مالک وامام احمد وغیرہ کا یہ قول ہے کہ وہ مال مسلمانون مین تقسیم ہو چکا ہو تو اصل مالک کو بقیمت ملیگا تقسیم سے پہلے بلاقیمت بھی وہ لینے کا حقدار ہے اس مذہب سے بھی یہی بات ہوتی ہے کہ وہ مال کفار کے ملک مین آ چکا تھا ❊

کتاب ہدایہ مین (جو حنفی مذہب مین ایک مشہور و معتبر کتاب ہے) کہا ہے کہ کفار ہماری اموال پر غلبہ پا مین تو ان کے مالک ہو جاتے ہین بشرطیکہ وہ ان کو اپنی جلے

واذا غلبوا علی اموالنا والعیاذ باللہ
واحرزوها بدارهم ملکوها وقال
الشافعی لا یملکونها لان الاستیلاء
محظور ابتداء وانتهاء والمحظور
لا ینتهض سببًا للملك علی ما عرف
من قاعدة الخصم ولنا ان الاستیلاء
ورد علی مال مباح فینعقد سببًا للملك
دفعًا لحاجة المکلف کاستیلاء نا علی
اموالهم وهذا لان العصمة تثبت
علی منافاة الدلیل ضرورة تمکن
المالك من الانتفاع فاذا زالت المکنة
عاد مباحًا کما کان غیر ان الاستیلاء
لا یتحقق الا بالاحراز بالدار لانه
عبارة عن الاقتدار علی المحل حالًا و
مالًا والمحظور لغیره اذا صلح سببًا
لکرامة تفوق الملك وهو الثواب
الاجل فما ظنك بالملك العاجل

تسلط میں لیجاتین - امام شافعی اس مسئلہ
کے مخالف ہین وہ کہتے ہین کفار کا
تغلب ہی ناجایز ہے تو وہ ملک کا سبب
کیونکر ہوسکتا ہے حنفیہ کی طرف سے اسکا
جواب یہہ ہے کہ تغلب کفار اموال مسلمین
پر گو ناجایز ہے مگر اس حالت مین اور اسوقت
تک کہ مسلمانون کا اُسپر تسلط و قبضہ ہو
اور جب وہ تسلط اُٹھ گیا تو کافرون کا
[illegible]
مباح پر تسلط ٹہرا وہ کہتے ہین در اصل
ہر چیز سے ہر شخص نفع اُٹھانیکا مستحق
ہے چنانچہ قران مین فرمایا ہے "خدا نے
تم سب کے لئے جو کچھ زمین مین ہے پیدا
کیا ہے" پھر خاص خاص چیزون سے
خاص خاص لوگون کو نفع اُٹھانیکے لئے
خدا تعالے نے قبضہ و تسلط کو سبب
بنا دیا ہے اور یہ حکم دے دیا ہے کہ

(ھدایہ صـــ ۵۶۱ جلد ۱)

جکی چیز ہو یعنے جکے قبضہ و تسلط مین ہووے اس سے نفع اوٹھاوے اور جب یہ قبضہ و تسلط اُٹھ گیا تو وہ مال سب کے لئے مباح ہوگیا - پھر اسپر تغلب و تسلط مال مباح پر تسلط ہوگا اور وہ ملک کا سبب ہو سکے گا - جیسا کہ ہمارا تسلط اُن کے اموال پر مال مباح پر تسلط اور ملک کا سبب ہوتا ہے +

امام شافعی کے مذہب کی تائید مین بعض علماء یہہ حدیث پیش کرتے ہین جو صحیح

عن عمران ابن حصین قال واسرت امرأة من الانصار واصیبت العضباءَ فکانت المرأة فی الوثاق وکان القوم یریحون نعمهم بین یدی بیوتهم فانفلتت ذات لیلة من الوثاق فاتت الابل فجعلت اذا دنت من البعیر رغا فتترکه حتی تنتهی الی العضباء فلم ترغ قال وهی

مسلم مین بصفحہ ۵۴ جلد ۲ منقول ہے کہ ایک عورت کفار کی قید مین آگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اونٹنی عضباء نامی بھی انکے قابو مین آئی - وہ عورت ان کی قید مین تھی اور وہ لوگ اپنے اونٹون کو اپنے ڈیرون* کے سامنے رات کو لے آتے اور

* طحاوی کی روایت مین ہی چنانچہ فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین منقول ہے وکانوا اذا نزلوا یریحون ابلهم فی افنیتهم - یعنے وہ اس سفر مین منزل پر اترتے تو اونٹون کو اپنے آگے کے میدانون مین لے آتے اسلئے ہمنے بیوت کا ترجمہ ڈیرہ سے کیا ہے - وہان سفر مین بنے ہوئے گہر نہ تھے وہی کپڑے کمبل وغیرہ کے ڈیرے تھے +

منوقة فقعدت فی عجزها فانطلقت ونذرت ان نجاها الله لتنحرنها فطلبوها فاعجزتهم قال ونذرت لله عزوجل ان نجاها الله عليها لتنحرنها فلما قدمت المدينة راها الناس فقالوا العضباء ناقة رسول الله صلعم فقالت انها نذرت ان نجاها الله عليها لتنحرنها فاتوا رسول الله صلعم فذكروا ذلك له فقال سبحان الله بئس ماجزتها نذرت لله ان نجاها عليها لتنحرنها لا وفاء لنذر فی معصية ولا فيما لا يملك العبد وفی رواية ابن حجر لا نذر فی معصية الله (صحیح مسلم ص۴۵ جلد ۲)

ٹہرایا کرتے ایک شب وہ عورت قید سے چھوٹ گئی اور وہ اُن اونٹون مین پہنچی وہ جس اونٹ کے پاس جاتی وہ آواز کرتا - لہذا وہ اُسکو چھوڑ دیتی یہانتک کہ عضبا اونٹنی کے پاس پہنچے تو وہ نہ بولے کیونکہ وہ سواری مین لگی ہوئی اور فرمان بردار تھی - وہ اسپر سوار ہو کر چل پڑی - کفار کو علم ہوا تو وہ پیچھے دوڑے [illegible] پکڑ نہ سکے اس وقت اسنے یہ منت مانی کہ خدا نے اسکو کفار سے بچا لیا تو وہ اوس اونٹنی کو خدا کے نام پر ذبح کرے گی - آنحضرت صلعم نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ اسنے بُرا کیا جو اسکو بدلہ دیا - گناہ کی منت کا وفا واجب نہین - اور نہ اس چیز کی منت کا جسکا بندہ مالک نہو - اس حدیث سے استدلال کی وجہ وہ یہہ بیان کرتے ہین کہ اس اونٹنی کی نسبت اس حدیث کا آخری فقرہ فرمایا گیا ہی وہ اونٹنی تغلب سے کفار کی ملک آجاتی تو وہ عورت بھی اُسکی مالک ہوجاتی اس صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عورت کو یہ نفرماتے کہ جس چیز کا کوئی مالک نہو

178

سکی نسبت کچھ اسپر واجب نہین ۔

سکا جواب عینی حنفی نے بنایہ شرح ہدایہ مین یہہ دیا ہے کہ وہ لوگ ہنوز اوس اونٹنی کو اپنے ملک مین لیجانہ چکے تھے راستہ ہی مین وہ اس عورت کے ہاتھ آگئی تھی

> قلت ما کانوا احرزوها بدارهم واخذ المرأة العضباء کان قبله فی الطریق وقبل الاحراز لا یثبت الملك ودلیلنا من القران قوله تعالی للفقراء المهاجرین فالله تعالی سماهم فقراء والفقیر من لا یملك . فلو لم یملك الکفار اموالهم لما سموا فقراء (عینی شرح هدایه ص ۴۴۹ جلد ۳)

اور کہا ہے تغلب سے کفار کی ملک تب ثابت ہوتی ہے جب وہ مسلمانون کے مال کو اپنے ملک و جائے و تسلط مین لیجائین ۔ پہر کہا ہے ہماری (حنفیہ کے) دلیل قران مین یہ قول خداوندی ہے جسمین خدا نے فقراء مہاجرین کو صدقہ کا مصرف ٹہرایا ہے اس قول مین خدا نے ان کو فقیر کہا ہے اور فقیر وہی کہلاتا ہے جسکے ملک مین کچھ نہو اور اگر کفار مکہ وغیرہ مہاجرین کے پس ماندہ اموال کے مالک نہو جاتے تو خدا ان کو فقیر نہ کہتا ۔

ایسا ہی شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین استدلال آیت قران

> ولیس من لا یملك مالا وهو فی مکان لا یصل الیه فقیرا بل هو مخصوص بابن السبیل ـ ولهذا اعطوا علیه فی

کی تائید مین کہا ہے کہ جو شخص صرف کسی خاص مکان مین ہونے کی سبب اپنے مال کا مالک اور اسپر قابض و متصرف

نص الصدقه (فتح القدیر صفحہ ۲۷۳ ج ۲)

ہو اسکو فقیر نہین کہا جاتا ایسا شخص ابن السبیل کے نام سے مخصوص ہے *

اور جواب حدیث عضبا کی تائید مین کہا ہے کہ اسپر روایت طحاوی مین یہ قول راوی شاہد ہے کہ وہ جب منزل پر اُترتے تو اونٹون کو سامنے کے میدان مین لے آتے جس سے سمجھا مین آتا ہے کہ وہ ہنوز راستہ مین تھی کہ وہ عورت اس اونٹنی کو لے بہاگی *

[illegible]

وحدیث العضباء کان قبل احرازهم بدارهم الی ترى الی قوله کانوا اذا نزلوا الخ فانه یفهم منه انها فعلت ذلك وهم [illegible]

اسبات کو غلط کہین وہ اس سے بڑھکر صحیح روایت سے ثابت کرین کہ وہ لوگ اونٹنی کو اپنے ملک دار الحرب مین لیجا چکے تھے اور جہان وہ رات کو اونٹ بٹہاتے تھے وہ ان کے وطنی اور سکونتی مکانات کے صحن تھے -

ایک جواب اس حدیث کا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حدیث نفی ملک متغلب و مستسلط پر نص یا اشارہ نہین ہے - اس حدیث مین جو فرمایا گیا ہے کہ جس چیز کا بندہ مالک نہو اسکی منت کا وفا اسپر واجب نہین ہے اس کا اس امر پر نص یا اشارہ ہونا متعین نہین ہے کہ یہہ اس عورت کے حق مین کہا گیا ہے - اور اس سے یہ مقصود ہے کہ وہ عورت اوس اونٹنی کے تغلب سے مالک نہین ہوئی اسلیئے اسپر اس ذبح کرنے کی منت کا ایفا واجب نہین جایز و محتمل ہے کہ یہ

ایک جداگانہ حکم متعلق نذر بیان کیا گیا ہو - اس عورت کی نسبت اور اس کے حق مین وہی پہلا حکم ہو کہ گناہ کی منت کا وفا واجب نہین ہے - اور اس سے یہ مقصود ہو کہ تیرا فعل معصیت ہے لہذا تجھہ پر اسکا ایفا واجب نہین ہے - اس فعل کا معصیت ہونا آپ کے اس لفظ سے بھی ثابت ہوتا ہے جو اس سے پہلے فرمایا ہی کہ اُسنے یہ بُرا کام کیا جو اسکو بدلہ دیا - اور اگر اس قول نبی کو (جسمین ملک غیر مین وفا نذر کا واجب نہونا فرمایا گیا ہے) اسی عورت کے حق مین تسلیم کیا جاے تو اسکی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بوقت نذر اس عورت کا پورا تغلب و تسلط نہوا تھا - اسوقت تک ممکن تھا کہ اوس اونٹنی کو اسکے مالک کفار (جو اسکے پکڑنے کو دوڑے تھے) اسکو چھین کر لیجاتے (گو اسکے بعد یہ امکان دور ہوا جب وہ [illegible] واپس ہو گئے) اور یہ بھی ممکن تھا کہ آنحضرت صلعم اس اونٹنی کو نہ اپنے ملک سابق کے لحاظ سے بلکہ اموال غنیمت مسلمانون سے حق اصطفا کی نظر سے خود لے لیتے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور احتمال ہے کہ اسی حق اصطفا کی نظر سے اپنے اوس اونٹنی کو لے لیا ہو) پھر وہ باوجود قیام ان احتمالات کے اس عورت نے کیون اس اونٹنی کو اپنے ملک سمجھ لیا اور اسکا ذبح کرنا مان لیا - علماء شافعیہ اور جو ان کے ہم خیال ہون اس حدیث سے ان احتمالات کو اٹھا لین تب اس حدیث سے تمسک کا نام لین *

اس بیان سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ رح و امام مالک رح و امام احمد رح کا مذہب کہ

* قد کان للنبی صلعم من الغنائم ثلث حظوظ خمس الخمس وصفی یصطفیہ لنفسہ من درع او سیف او جاریۃ وسہم کسہم احدہم (فتاوی حمادیہ ص ۲۶۳)

کافر تغلب سے اموال مسلمین کے مالک ہو جاتے ہین ”صحیح ہے اور آیات قران اور حدیث صحیح بخاری اس مذہب کے موید ہین اور اسکا خلاف تغلب سے انکا مالک نہونا جوان چارون اماموں سے صرف شافعی کا مذہب ہے اسپر کوئی صریح دلیل نہین ہے - اور نہ اس مذہب پر چلنے والا ہندوستان مین کوئی نظر آتا ہے - بالجملہ ساکنین ہندوستان کے مذہب مین کافر تغلب سے مالک ہو جاتا ہے اور ہمارے مسئلہ ششم مین ہندوستان کے اہل مذاہب کو نزاع کا محل نہین ہے ٭

کافرون کے مال اور شہر مین امن جتا کر غدر نہ کرنے کے حرام

ہونے پر دلیل یہ صحیح حدیث صحیح بخاری وغیرہ کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ

کان المغیرة بن شعبة صحب قوماً فی الجاهلیة فقتلهم و اخذ اموالهم ثم جاء فاسلم فقال النبی صلے الله علیه و اله وسلم اما الاسلام فاقبل و اما المال فلست منه فی شئ (رواه البخاری ص۳۷۹ وفی روایة ابی داود ص۲۵ جلد ۲) و اما المال فانه مال غدر لا حاجة لنا فیه - و کان المغیرة قبل اسلامه

صحابی اپنی حالت کفر مین [illegible] ہم مذہب قوم کے ساتھ ہو کر مصر مین گیا - وہان کے بادشاہ (مقوقس) نے اون لوگون سے احسان کیا اور مغیرہ کے احسان و اکرام مین قصور کیا - اس سے مغیرہ کو رشک پیدا ہوا کیونکہ وہ ان کا ہم قوم نہ تھا لہذا جب وہ واپس ہو کر راستہ مین شراب پی کر مخمور ہوئے اور سو گئے تو مغیرہ نے اس حالت نشہ اور نیند مین اُن سے

صحب قوماً فی الجاهلیة من ثقیف
من بنی مالک لما خرجوا زایرین
المقوقس بمصر فاحسن الیهم وقصر
بالمغیرة فحصلت له الغیرة منهم لانه
لیس من القوم فلما کانوا بالطریق
شربوا الخمر فلما سکروا وناموا غدر بهم
فقتلهم جمیعاً واخذ اموالهم فلما بلغ
ثقیفاً فعل المغیرة تداعوا للقتال
فسعی عروة عم المغیرة حتی اخذوا
منه دیة ثلاثة عشر نفساً واصطلحوا
فهذا هو سبب قوله ای غدرتم جا
الی المدینة فاسلم فقال له ابو بکر ما
فعل المالکیون الذین کانوا معک
قال قتلهم وجئت باسلابهم الی رسول
الله صلی الله علیه وسلم لتخمس
او یری فیها رایه فقال النبی صلی
الله علیه واله وسلم اما الاسلام

غدر کیا - ان کو قتل کر ڈالا - اور اُن کا
مال لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر اسلام
کا اظہار کیا - جبپر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری اسلام
کو تو ہم نے قبول کیا پر اس مال سے
ہم کو کچہہ تعلق وحاجت نہین ہے -
کیونکہ یہ غدر کا مال ہے قسطلانی نے
مال غدر ہونے کی وجہ یہہ بیان
کی ہے کہ مال مشرکین ہے (یعنے جو
[illegible]
لڑائی کے لایق ہوں) اگرچہ غصب و
تسلط اہل اسلام کے وقت مال غنیمت
کہلاتا ہے (جو حلال ہے) پر امن
کی حالت مین اس مال کا ان سے
جبراً لینا حلال نہین ہے - اور
جب انسان کسی کے ساتھ ہو کر چلتا
ہے تو اپنے ساتھی کو یہ جتاتا ہے کہ

فاقبل ای اقبله واما المال فلست منه فی شیٔ ای لا اتعرض له لکون اخذه غدرا لان مال المشرکین وان کانت مغنومةً عند القهر فلا یحل اخذها عند الامن فاذا کان الانسان مصاحباً لهم فقد امن کل واحد منهما صاحبه فسفك الدما واخذ الاموال عند ذلك غدرٌ والغدر بالکفار وغیرهم محظور [illegible]
(قسطلانی ص۳۵ جلد۴)

مین تیرے جان و مال سے تعرض نہین کرون گا - اور مین نے تجھے امن و عہد دیا اس کے بعد اس کا خون بہانا اور مال لوٹ لینا غدر ہے اور غدر کافرون کے ساتھ کیون نہو حرام ہے *

اس حدیث مین جب صرف ملکر راستہ چلنے کو حکماً و معنیً امن و عہد ٹھہرایا اور اس امن و عہد کے خلاف [illegible] غدر قرار دیا ہے تو عین ملک و بلاد کفار مین جو ابتدا سے ان کے ملک ہون یا تغلب سے ان کے تسلط مین ہون امن جتا کر رہنا اور اسمین امن و آزادی کے ساتھ عمر بسر کرنا کیونکر امن و عہد نہوگا اور اسکا خلاف کیون نہ غدر قرار پائے گا *

مسئلہ چہارم و پنجم و ششم و ہفتم کے نتایج

ان مسایل اربعہ اور ان کے دلایل کے نتایج بیان کرنے سے پہلے دو امر واقعی نفس الامری کا بیان ضروری ہے

181

امر اوّل یہ کہ ملک ہندوستان پر برٹش گورنمنٹ کا پورا قبضہ و تسلط ہے۔ کوئی ذی شوکت سلطنت اس قبضہ و تسلط کی مزاحم نہین ہے۔

امر دوم یہ کہ مسلمان جو ہندوستان مین اقامت گزین ہین تین قسم مین منقسم ہین ٭

قسم اوّل اسلامی ریاستون کے رئیس با اختیار (جیسے رئیس ٹونک۔ رئیس رامپور رئیسہ بھوپال۔ رئیس حیدر آباد۔ وغیرہ)

دوم اُن رئیسون کی ماتحت رعایا۔

قسم سوم خاص برٹش گورنمنٹ کی رعایا جو کسی اسلامی ریاست کے ماتحت نہین۔ [illegible] گورنمنٹ [illegible] مقابلہ و لڑائی کا عہد ہو چکا ہے۔

قسم اول نے تو گورنمنٹ سے صریح لفظی اور حقیقی عہد لکھدیا ہے کہ وہ گورنمنٹ سے کبھی مخالفت نکرین گے اور ہمیشہ اس کے مددگار رہین گے اور ایسا ہی اسوقت تک وہ کرتے رہے ہین قسم دوم کا عہد ان کے رئیسون کے عہد مین داخل و شامل ہے یہ امر اس حدیث بخاری سے ثابت ہوتا ہے جس مین یہہ ارشاد ہے کہ سبھی مسلمانون کا ذمہ ایک ہوتا ہے اور نے شخص کسی سے عہد کرلے اور لڑنے مارنے سے امان دے تو اور وکو اس عہد کا پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے

باب ذمة المسلمين وجوارهم واحدة يسعى بها ادناهم الخ (صحيح بخاری صفحہ ۴۵)

پس چہ جائے کہ اعلیٰ طبقہ قوم کے رئیسون اور سردارون نے کسی کو عہد و امن دیدیا ہو قسم ثالث سے بعض اشخاص کا تو صریح لفظی اور حقیقی عہد ہو چکا ہے یہ وہ لوگ ہین جو تحریراً و تقریراً حاضر و غائب خیرخواہی و وفاداری گورنمنٹ کا دم بھرتے ہین اور ان کی خدمت و معاونت مین سرگرم ہین ان ہی لوگون مین پنجاب کے اہلحدیث داخل ہین - جنہون سر ہنری دیوس صاحب بہادر کے عہد لفٹنٹ گورنری مین بذریعہ ایک عرضداشت کے اس عہد کا اظہار کیا تھا جسپر ۱۸۶۲ء مین پنجاب گورنمنٹ سے ایک سرکلر بھی ان کی تصدیق و تائید مین مشتہر ہوا تھا [illegible] عہد نہین کیا معنوی و حکمی عہد ہو چکا ہے اس عہد (حکمی و معنوی) سے کوئی شخص سکان ہندوستان سے خالی نہین ہے - کیونکہ وہ سالہا سال سے امن چاہکر گورنمنٹ کی رعایا کہلاکر امن و آزادی سے زیر حکومت گورنمنٹ اوقات بسر کر رہے ہین نہ برملا مقابلہ و مخالفت کے وہ مدعی ہین اور نہ جاسوس بنکر دار الحرب کے رہنے والون کی طرح خفیہ سکونت رکھتے ہین - بلکہ مغیرہ بن شعبہ سے (جسکا حال بصفحہ (۴۴) بیان ہوا ہے) بڑھکر اپنی زبانِ حال سے عہد و امن کا اظہار کر رہی ہین - امور واقعیہ کا بیان تمام ہوا - اَب اصل نتایج کو بیان کیا جاتا ہے -

ان مسایل (نمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷) سے اور ان کے دلایل سے بلحاظ ان دو امور واقعیہ کے صاف اور یقینی طور پر ایک یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانان ہندوستان کے

تینون قسم کا (جب تک کہ وہ اپنے عہدون پر (لفظی وحقیقی ہون خواہ معنوی و حکمی اصلی ہون خواہ ضمنی) قایم رہین اور اس گورنمنٹ کے ماتحت رہین - اور ان عہدون کو علانیہ طور پر اُٹھا کر یا حکومت گورنمنٹ سے باہر جا کر اپنے ارادہ مخالفت سے برملا گورنمنٹ کو اطلاع نہ دین) اُس گورنمنٹ سے لڑنا یا اُن سے لڑنے والون کی (ان کے بہائی مسلمان کیون نہون) کسی نوع سے مدد کرنا صریح غدر اور حرام ہے ۔

اس نتیجہ کو ناواقف اہل اسلام ملاحظہ فرما کر پیش نظر رکھین اور صرف کفر کی نظر سے ہر ایک مخالف مذہب سے جنگ و مقابلہ کرنے کو شرعی جہاد نہ سمجھ لیا کرین - عہد و[illegible] ہرگز شرعی جہاد (ملکی ہو خواہ مذہبی) نہین ہوسکتا ہے بلکہ عناد و فساد کہلاتا ہے مفسدہ ۱۸۵۷ء مین جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہگار اور بحکم قرآن وحدیث وہ مفسد و باغی بدکردار تھے - اکثر ان مین عوام کالانعام تھے بعض جو خواص و علماء کہلاتے تھے وہ بہی اصل علوم دین (قرآن وحدیث) سے بے بہرہ تھے یا نافہم و بے سمجہہ - باخبر وسمجھ دار علماء اُسمین ہرگز شریک نہین ہوئے اور نہ اس فتوی پر جو اس غدر کو جہاد بنانے کے لئے مفسد لئے پہرتے تھے انہون نے خوشی سے دستخط کئے - اسکی تفصیل ہم اشاعة السنة نمبر ۱ جلد ۸ مین کر چکے ہین - یہی وجہ تھی کہ مولوی اسمعیل دہلوی جو حدیث و قرآن سے باخبر اور اس کے پابند تھے اپنے ملک ہندوستان مین

انگریزون سے (جنکے امن وعہد مین رہتے تھے) نہین لڑے اور نہ اس ملک کی ریاستون سے لڑے ہین - اس ملک سے باہر ہوکر قوم سکھون سے (جو مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی کرتے تھے کیکو اونچے اذان نہین کہنے دیتے تھے) لڑے - اسکی تفصیل بھی انریبل سید احمد خان صاحب سی - ایس - آئی کی رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر سے اشاعۃ السنۃ نمبر (۱۰) جلد (۸) مین گذر چکی ہے -

دوسرا نتیجہ ان مسایل اور ان کے دلایل سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعد علم ان مسایل کے کہ "مذہب اسلام مین اہل حرب کفار سے بھی دوستی وعہد جایز ہے اور [illegible] مالک ہو جاتے ہین - عہد کا فرون کے ملک مین با امن رہکر یا امن جتا کر ان سے لڑنا اور غدر کرنا حرام ہے" بعض خیر خواہان گورنمنٹ کا مسلمانون پر یہ گمان کہ وہ جب کبھی قابو پائینگے گورنمنٹ پر تلوار چلائینگے اور جو ان مین مذہب کے پکے اور دعوے اسلام مین سچے ہین وہ اس کام مین سب سے پیش قدم نکلینگے محض بہتان ہے - اس گمان کے مرتکب مدعیان خیر خواہی سلطنت ان مسایل سے ناواقفی کے سبب یہ گمان رکھتے ہین تو اب وہ ان مسایل کو پڑھکر اس بدگمانی سے باز آئین - اگر وہ دیدہ ودانستہ ان پر یہ تہمت لگاتے ہین تو اس مین وہ اسقدر غور کرین کہ اس بدگمانی مین نہ صرف رعایا اہل اسلام کا ضرر ہے - بلکہ اسکا اثر وضرر سلطنت کو بھی پہنچتا ہے - سلطنت کو رعایا سے

183

بدگمانی رہیگی تو وہ کب محل اعتماد اور مورد خاص عنایت سلطنت ہون گے۔ اور کیونکر گشادہ دلی اور جوش سے اپنا فرض اطاعت واعانت سلطنت کو ادا کرینگے اور سلطنت کے پاؤن بھی بے خدشہ وبے کھٹک کب جمین گے۔ کیا اچھا کہا گیا ہے * ع

رعیت چو بیخ ست سلطان درخت ؞ درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

ایساہی ایک اور شعر ہے * ع

مراعات دہقان کن از بہر خویش ؞ کہ مزدور خوشدل کند کار بیش

خیر خواہان ملک وسلطنت اب بھی اس بدگمانی کو دماغ سے نکال ڈالین۔ اور رعایاو سلطنت [illegible] دین *

مسئلہ ہشتم ونہم ودہم

(۸) کافر مسلمانون کے مذہب مین مزاحم بھی ہون۔ اوران کا ملک دار الحرب بھی ہو۔ اوران سے کسی مسلمان رئیس یا رعایا کی دوستی وعہد بھی نہو۔ اور ان کے ملک وامن مین مسلمان رہتے نہ ہون۔ توان شرطون اور صورتون مین بھی اُن سے جہاد تب ہی واجب وجائز ہے۔ کہ مسلمانون مین ایسی جمعیت حاصل وجماعت موجود ہو جسمین انکو کسر شوکت اسلام کا خوف نہو۔ فتح وغلبہ اسلام کا ظن غالب ہو *

(۹) ان ہی شرطون اور صورتون مین ایک بڑی بھاری شرط شرعی جہاد کی یہ ہے کہ مسلمانون مین امام وخلیفہ وقت موجود ہو *

(۱۰) مسلمانون پر ایسی بھی مجبوری کی حالت جایز اور ممکن الوقوع ہے کہ نہ انکی کوئی جماعت ہو نہ ان کا کوئی امام ومعہد اوہ گناہگار نہون - او تارک فرض قرار نپائین شرط جمعیت قابل طمانیت پر دلیل خدا تعالی کا یہ قول ہے کہ "خدا تعالی نے ایک کا ہزار سے مقابلہ کرنا تمکو معاف کردیا ہے - اب اگر تم مین ایک سو صابر

الآن خفف الله عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن الله والله مع الصابرین (انفال ۹۶) واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخیل ترهبون به عدو الله وعدوکم (انفال ۹۶)

اشخاص ہون تو وہ دو سو کفار سے غالب آسکتے ہیں" یعنی ایک سو دو سو کا [illegible] مقابلہ کرے - اور یہ قول خداوندی کہ لڑنے والون کے لئے جہانتک طاقت رکھو تیر اندازی اور گھوڑے بہم پہنچاو جس سے تم اپنے اور خدا کے دشمن کو ڈراو" *

فتاوی عالمگیری مین جو حنفی مذہب مین ایک مشہور ومعتبر فتاوی ہے لکھا ہے جواز عہد کے لئے دو شرطین ہین ایک یہہ کہ دشمن اطاعت قبول

اما شرط اباحة فشیئان احدهما امتناع العدو عن قبول ما دعی الیه

نکرے - اور وہ مسلمانون کے عہد و امان مین بھی نہو - دوسری شرط یہ

من العدو وعدم الامان والعهد بينه وبينهم - والثانى ان يرجو الشوكة والقوة لاهل الاسلام باجتهاده او باجتهاد من يعتقد فى اجتهاده ورايه وان كان لا يرجو القوة والشوكة للمسلمين فى القتال فانه لا يحل له القتال لما فيه من القاء نفسه فى التهلكة - كذا فى محيط السرخسى (فتاوى عالمگیری)

ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة - (بقره ع ۲۳)

ہے کہ مسلمانون کو اپنے غالب اور فتحیاب ہونے کی امید ہو - اور اگر مسلمانون کو اپنی قوت اور شوکت کی امید نہو تو پھر ان کو لڑنا اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنا ہے (یعنی جسکی نسبت قرآن مین یہ حکم ہے کہ "اپنی جانون کو ہلاکت مین نہ ڈالو") ایسا ہی سرخسی کے محیط مین ہے -

اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے کہ جہاد کی شرط یہ ہے کہ جہاد کرنے والے صاحب وسعت ہون اور دشمن کے ڈیفنس (مدافعت) کی طاقت رکھین - عجز و کمزوری کے ساتھ جہاد کا حکم نہین ہے - ایسا ہی مستخلص شرح کنز مین ہے -

والشرط فى ذلك ان يكون القايمون به من اهل الغناء والدفاع لان التكليف لا يتاتى مع العجز - (كذا فى الكفاية والمستخلص شرح كنز)

جہاد کے لئے امام کے موجود ہونے کی شرط پر یہ حدیث دلیل ہے جو بخاری و مسلم نے اپنی کتابون مین نقل کی ہے کہ امام ڈھال

عن ابی ھریرۃ عن النبی ؐ قال انما الامام جنۃ یقاتل من وراءہ ویتقی بہ (بخاری ؐ مسلم ؐ)

ہے اسکی آڑ مین لڑین اور اسکو اپنا بچاؤ بنائین +

اس حدیث کی شرح مین امام نووی نے کہا ہے کہ امام مسلمانون کے لئے آڑ یا پردہ

انما الامام جنۃ ای کالساتر لانہ یمنع العدو من اذی المسلمین ویمنع الناس بعضھم من بعض ویحمی بیضۃ الاسلام ویتقیہ الناس ویخافون سطوتہ ومعنی یقاتل من ورائہ ای یقاتل معہ الکفار والبغاۃ والخوارج وسایر اھل الفساد والظلم مطلقاً ۔ (شرح مسلم ؐ)

کی مثل ہوتا ہے مسلمانون کو دشمنون کی تکلیف سے بچاتا ہے ۔ اس کی آڑ مین لڑنے کے یہ معنے ہین کہ اس کے ساتھ ہوکر کافرون سے ایسے جو لڑنے کے لائق ہون) اور باغیون (خارجیون وغیرہ اہل فساد و ظلم سے لڑین پ اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین اس حدیث کی شرح مین کہا ہے ۔ کہ امام سے مراد

خلیفہ وقت ہے یا جو اسکا تجویز کیا ہوا امیر ہو وہ سپر کی مانند ہوتا ہے ۔ جس کے

انما الامام ای الخلیفۃ او امیرہ جنۃ بضم الجیم کالترس فھو تشبیہ بلیغ یقاتل بصیغہ المجھول من وراءہ بکسر المیم ویتقی بہ بیان لکونہ جنۃ ای یکون الامیر فی الحرب قدام القوم لیستظھر

آڑ مین لڑین اور اس کو اپنا بچاؤ بناوین یہ اس کے سپر ہونے کا بیان ہے کیونکہ امام یا اس کا نائب امیر لڑائی مین قوم کے آگے ہوتا ہے ۔ لوگ اسی کی مدد اور قوت سے لڑتے ہین

185

ویقاتلوا بقوتہ کالترس للمتترس والاولے ان یحمل علی جمیع الاحوال لان الامام یکون ملجاءً للمسلمین فی حوائجہم دائماً (مرقاۃ ملا علی قاری)

اور اگر اسکو ہر حال مین لڑائی ہو یا نہو) سپر کہین تو بہتر ہے کیونکہ امام مسلمانون کا ان کے سب کامون مین جائے پناہ ہوتا ہے *

ایساہی شیخ عبدالحق نے شرح مشکوۃ مین کہا ہے اور مولوی محمد اسمعیل مرحوم دہلوی نے (جو گروہ اہلحدیث کے ایک ٹوی ممبر تھے) رسالہ منصب امامت مین احکام خلیفہ راشد کے بیان مین کہا ہے وازانجملہ توقف عبادات شرعیہ بر موافقت امر او یعنے چنانکہ عبادات دینیہ وطاعات شرعیہ اگر مطابق سنت نبویہ باشد مقبول است والامردود ہمچنان صحت جمعہ واعیاد وجہاد وحدود وتعزیرات ہمہ متوقف است بر امر امام قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما الامام جنۃ یقاتل من وراءہ ویتقی بہ' اور اس مسئلہ کی تائید ان عبارات مین بھی موجود ہے جو سوال آیندہ کے جواب مین منقول ہونگی - جن مین صاف تصریح ہے کہ جہاد کرنا امام ہی کا کام ہے -

یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام جس کو اس حدیث مین جہاد کے لئے شرط ٹھہرایا گیا ہے کسکو کہتے ہین اور اس مین کن کن اوصاف وشروط کا پایا جانا اسلام واہل اسلام نے ضروری قرار دیا ہے - اور ان شروط واوصاف کا امام اس زمانہ مین کسی حصہ زمین مین موجود ہے یا نہین *

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلامی کتابون مین امامت کے دو قسم بیان ہوئے
ہین ایک چھوٹی امامت جو نماز کے پیش امام مین پائی جاتی ہے دوسری
بڑی امامت جو خلیفہ وقت اور امام زمانہ مین پائی جاتی ہے ۔ اس حدیث
مین وہی امام مراد ہے جسمین امامت قسم دوم پائی جاتی ہے ۔ کیونکہ اس
حدیث مین لڑائی کے آگے ہونا اور مسلمانون کو ان کے دشمنون سے
بچانا امام کا کام بیان کیا گیا ہے ۔ جو امام قسم اول کا کام نہین ہے ۔
اس امام قسم ثانی کے لئے کتب فقہ و عقاید مین بہت سی شرطین بیان ہوئی
ہین جو ایک مدت سے ایک قلم مفقود [illegible] درمختار مین ہے کہ امامت
دو قسم ہے چھوٹی اور بڑی ۔ بڑی امامت لوگون پر عام تصرف و اختیار کے
استحقاق کا نام ہے جسکی تحقیق علم کلام مین ہے ۔ ایسے امام کے
لئے یہ شروط ہین کہ وہ مسلمان ہو ۔ غلام نہو ۔ مرد ہو ۔ عورت یا بچہ نہو
عقلمند صاحب قدرت ہو اور قریش ہو ۔ یہ شرط نہین کہ وہ خاص کر ہاشمی
یا علوی ہو اور معصوم ہو ۔ چھوٹی امامت اس تعلق کا نام ہے جو نماز کی

باب الامامة هي صغرى وكبرى فالكبرى استحقاق تصرف عام على الانام و تحقيقه في علم الكلام ونصبه اهم الواجبات فلذا قدموه على دفن صاحب المعجزات ويشترط كونه مسلماً حراً ذكراً عاقلاً بالغاً قادراً قرشياً لا هاشمياً علوياً معصوماً × × والصغرى ربط صلوة المؤتم بالامام (درمختار مت)

186

پیش امام کو مقتدیون سے ہوتا ہے ✤

ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر مین ہے۔ مسلمانون کے لئے ویسے امام کا ہونا

ان المسلمين لابد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز جيوشهم واخذ صدقاتهم وقهر المتغلبة والمتلصصة وقطاع الطريق واقامة الجمع والاعياد وتزويج الصغار والصغائر الذين لا اولياء لهم وقسمة الغنائم ونحو ذلك من الواجبات الشرعية التي لا يتولاها احاد الامة × × ثم يشترط للامام ان يكون قرشيا لقوله عليه السلام الايمة قريش وهو حديث مشهور وليس المراد به الامامة في الصلوة اتفاقا فتعينت الامامة الكبرى خلافا للخوارج × × × × ولا يشترط ان يكون

ضروری ہے جو ان مین احکام اور حدود شرعی کو جاری کرے اور انکی سرحدون کو محفوظ رکھے۔ اور انکے لشکر تیار کرے اور ان سے زکوٰۃ وغیرہ صدقات وصول کرے۔ اور ان پر غلبہ پانے والون اور چورون اور رہزنون کو مغلوب کرے اور ایسے ہی اور امور جنکو عام لوگ نہین کر سکتے۔ × × × × پھر امام کے لئے یہہ شرط ہے کہ وہ قریش ہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی آیمہ قریش سے ہون یہ حدیث مشہور ہے۔ اور اسمین نماز کا پیش امام بالاتفاق مراد نہین ہے۔ لہذا اسمین خلیفہ وقت کا مراد ہونا متعین

الامام ہاشمیاً او علویاً او معصوماً

× × ویشترط ان یکون من اہل الولایة المطلقة الکاملة بان یکون مسلماً حراً ذکراً عاقلاً بالغاً سائساً بقوة رایه ورویته بالقدة ومعونة بأسه وشوکته قادراً بعلمه وعدالته وکفایته وشجاعته علی تنفیذ الاحکام وحفظ حدود دار الاسلام وانصاف المظلوم من الظالم عند حدوث المظالم۔

(شرح فقہ اکبر ص ۱۱۶ و ۱۱۷)

وسلم ہوا۔ اسکا ہاشمی یا علوی یا معصوم ہونا شرط نہین۔ اور اس مین یہ شرط ہے کہ وہ عام اور کامل اختیارات کے لائق ہو یعنے مسلمان ہو۔ غلام نہو۔ مرد ہو۔ بچہ یا عورت نہو۔ صاحب سیاست وتدبیر و فکر و شوکت و قدرت ہو۔ اپنی علم و شجاعت عدالت سے احکام جاری کرانے اور حدود اسلام کی محفوظ رکھنے اور ظالم سے مظلوم کا حق دلانے پر قادر ہو +

اور شرح **مواقف** مین ہے جمہور علماء اسپر ہین کہ امامت کا مستحق وہ شخص ہے جسمین **شروط** ذیل پائی جاوین

المقصد الثانی فی شروط الامامة الجمہور علی ان اہل الامامة ومستحقہا من ہو مجتہد فی الاصول والفروع لیقوم بامور الدین متمکنا من اقامة الحجج وحل الشبہة فی العقاید الدینیة

اوّل یہ کہ وہ مسایل اصول و فروع مین خود مجتہد ہو جس سے وہ امور دین کو قایم رکھے اور دینی عقاید پر دلایل قایم کر سکے اور شبہات جو لوگونکو عقاید اسلام مین پیدا ہون دور

مستقلا بالفتوی فی النوازل والاحکام
والوقایع نصًّا واستنباطا لان اہم
مقاصد الامامة حفظ العقاید
وفصل المحکومات ورفع المحاکمات
ولن یتم بدون ہذا الشرط ذو رائ
وبصارة بتدبیر الحرب والسلم
وترتیب الجیوش وحفظ الثغور
لیقوم بامور الملک شجاع قوی
القلب لیقوی علی الذب عن الحوزة
والحفظ بیضة الاسلام بالثبات
فی المعارک کما روی انہ علیہ الصلوۃ
والسلام وقف بعد انہزام المسلمین
فی الصف قایلا انا النبی لا کذب ٭
انا ابن عبد المطلب ٭ ولا سہولة ایضًا
فی اقامة الحدود وضرب الرقاب و
قیل لا یشترط فی الامامة ہذہ الثلاث
لانہا لا توجد الصفات الآن مجتمعة

کر سکے۔ اپنے آپ احکام و حوادث
مین فتوی دے۔ نص قرآن و حدیث
سے خواہ اپنے اجتہاد و استنباط سے
کیونکہ عقاید اسلام کی محافظت اور
فصل خصومات و انفصال مقدمات امام
کے فرایض سے اہم (زیادہ تر مقصود)
فرض ہے جو بلا وجود شرط اجتہاد پورا
نہین ہوسکتا۔ دوسری شرط یہہ کہ
وہ ملکی و پولیٹیکل معاملات مین صاحب
راے ہو اور لڑائی و صلح و آراستگی
لشکر و محافظت حدود کی تدبیرون
سے واقف ہو جس سے وہ ملکی انتظام
کر سکے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دل کا
بہادر ہو جس سے وہ ممالک اسلام سے
دشمن کو ہٹا سکے اور جماعت اسلام کی اپنی
ثابت قدمی سے حفاظت کرے جیسا کہ
آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ میدان

واذا لم یوجد کذلک فاما ان یجب
نصب فاقدھا فیکون اشتراطھا عبثا
لتحقق الامامة بدونھا او یجب نصب
واجدھا فیکون تکلیفا بما لا یطاق ×
نعم یجب ان یکون عدلا فی الظاھر
لیلا یجور فان الفاسق ربما یصرف
الاموال فی اغراض نفسه فیضیع الحقوق
عاقلا لیصلح للتصرفات الشرعیة والملکیة
بالغا لقصور عقل الصبی ذکرا لان النساء
ناقصات العقل والدین حرا لیلا یشغله
خدمة السید عن وظایف الامامة
ولیلا یحتقر فیعصی فان الاحرار یستھزؤن
العبید ویستنکفون عن طاعتھا فھذہ
الصفات الثمانی او الخمس شروط
معتبرة فی الامامة بالاجماع وفیه
اشارة الی ان القول بعدم اشتراط
الثلث الاول مما لا یلتفت الیه۔

جنگ سے لوگون کے بھاگ جانے کے
بعد آپ تنہا کھڑے رہے اور یہہ فخریہ
اور بہادرانہ کلمات فرماتے تھے "مین نبی
ہون اسمین جھوٹ نہین ہے' - مین
عبد المطلب کا بیٹا ہون" اور نیز شرعی
حدود (سزاؤن) کا قایم کرنا اور
قصاص ومقابلہ مین مجرمون اور ظالمون
کی گردن مارنا کوئی ہلکا کام نہین جسکو
[illegible]
ہے کہ امام مین ان تین شرایط کا وجود
ضروری نہین کیونکہ یہ صفات اسوقت
اکٹھی کسی شخص مین پائی نہین جاتین پھر
اگر ان شرایط سے معرا امام کا مقرر
کرنا واجب ٹھہرایا جائے تو ان شروط کا
اعتبار عبث ہوتا ہے اور اگر ان شرایط کا
جامع امام کا مقرر کرنا واجب ٹھہرایا جائے
تو یہہ ایک ایسے امر کو واجب ٹھہراتا ہے